مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے بخیر و عافیت پالم پور پہونچنے کی اطلاع آج (۴- جولائی) موصول ہوگئی ہے۔ وہاں حضور کی خدمت میں معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب پالم پور ڈاک بھیجی جاتی ہے۔ غالباً حضور سخت گرمیوں کے ایام اسی مقام پر بسر فرمائینگے۔

مالی تنگی کی وجہ مرکزی کارکنوں کے متوسط طبقہ کی تنخواہوں میں مئی ۱۹۳۳ء سے تخفیف کی گئی ہے۔ اور اس طرح سال رواں میں جو رقم وصول ہوگی۔ وہ گزشتہ سال کی نسبت تین ہزار کے قریب زیادہ ہوگی

افسوس کہ عبداللہ خاں صاحب افغان مہاجر کی اہلیہ صاحبہ کا ۳- جولائی لمبی بیماری کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دُعاء مغفرت کریں۔

چونکہ کئی دن سے بارش نہیں ہوئی۔ اس لئے موسم میں حدت بہت بڑھ گئی ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دین کو دُنیا پر مقدم کرنا

(فرمودہ ۶- جولائی ۱۹۰۷ء)

"دین کو دُنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے۔ کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے۔ اور اقرار بھی کر لیتا ہے۔ مگر اس کا پُورا کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ دین کو دُنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ جب انسان کا دُنیوی مال میں نقصان ہو۔ تو کس قدر درد اس کے دل کو پہونچتا ہے۔ اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے۔ تو پھر کس قدر درد اس کے دل کو ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بنائے۔ کہ دنیاوی نقصان کے واسطے وُہ کس قدر بے قرار ہوتا ہے۔ اور چیختا چلاتا ہے۔ اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ بد ہے وُہ شخص جو دُوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر بدتر وُہ ہے۔ جو اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہے۔ دین کو مقدم نہیں کرتا۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں۔ وُہ سچے طور پر خدا تعالےٰ کا فرمانبردار نہیں بنا۔ اور ظن کرتا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دُوسرے پر ظلم کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ وُہ ظلم کر کے بھاگ جائے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو بچائے۔ مگر وُہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ وُہ کہاں بھاگ کر جائے گا۔ اور اس ظلم کی سزا سے کس طرح بچ سکے گا۔ مبارک ہے وُہ جو دین کو۔ اور خدا کو سب چیزوں پر مقدم رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے"۔

(الحکم ۱۷- جولائی ۱۹۰۷ء)

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات پر تبلیغ احمدیت

میرٹھ میں آریوں کا فرار

میرٹھ سے محمد صدیق صاحب لکھتے ہیں۔ کہ لال کرتی بازار کی آریہ سماج نے اپنے جلسہ کی تقریب پر نہایت تنگ وقت میں تبادلہ خیالات پر آمادگی ظاہر کی۔ اور میری درخواست پر امیر جماعت احمدیہ میرٹھ نے اپنے خرچ پر دہلی سے احمدی مبلغین منگوا دیئے۔ لیکن انہیں دیکھ کر آریوں نے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

سرگودہا میں تقریر

سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۳- جون کو گول چوک میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے "فضیلت قرآن" پر تقریر کی۔ ہندو و مسلمان سکھ سب مذاہب کے لوگ سامعین میں شریک تھے ایک غیر احمدی مولوی نے شور ڈال کر جلسہ کو منتشر کرنا چاہا لیکن خود غیر احمدیوں نے ہی اسے روک دیا۔

بالاکوٹ میں دیوبندیوں کا مناظرہ سے فرار

بالاکوٹ سے ایک نامہ نگار لکھتے ہیں۔ ۱۱- جون یہاں قریباً سات مولویوں کا ایک وفد پہونچا۔ جس میں سے دو نے اپنی تقریروں میں احمدیت کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا۔ ہم نے سوالات کے لئے وقت مانگا۔ تو صاف انکار کر دیا گیا۔ بہتیری کوشش کی گئی۔ کہ وہ مناظرہ پر آمادہ ہوں۔ اور اس کے لئے انہی کی پیشکردہ شرائط کو بھی مان لیا۔ مگر وہ آمادہ نہ ہوئے

بالاکوٹ میں پیغامیوں سے مناظرہ

فضل کریم صاحب سکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ کہ ۱۹- جون مانسہرہ میں مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ کا مولوی محمد یحییٰ صاحب غیر مبایع سے نبوت مسیح موعودؑ پر مناظرہ ہوا۔ لیکن غیر مبایع مولوی نبوت کے خلاف کوئی دلیل نہ دے سکا۔ بلکہ اسے اقرار کرنا پڑا۔ کہ ہم حضرت میرزا صاحب۔ کو ان کی تشریحات کے بموجب نبی مانتے ہیں۔

بنگال میں تبلیغ

عبدالرحیم صاحب ومدم بنگال سے لکھتے ہیں۔ کہ ۱۱- ۱۲- ۱۳- جون یہاں میرے مکان پر جلسہ کیا گیا۔ مولوی مبارک علی صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر رنگپور صدر تھے۔ پہلے اور دوسرے دن حاضری اچھی تھی لیکن تیسرے روز موسم کی خرابی کی وجہ سے لوگ کم آئے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ بنگال۔ اور مولوی بدرالدین احمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ پلیڈر و پریذیڈنٹ نارتھ بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن نے کامیاب تقریریں کیں۔ حاضرین میں غیر احمدی خصوصیت سے تھے۔ گرد و نواح سے معزز احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔

جستوکے میں تقریر

احمدالدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۱۶- جون یہاں مولوی محمد یوسف صاحب احمدی ساکن چک جھمرہ آئے۔ اور صداقت اسلام و صداقت مسیح موعودؑ پر تقریر کی۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔

انبالہ میں انصار اللہ کا جلسہ

۱۸- جون انصار اللہ کا جلسہ ہوا جس میں تین نوجوانوں نے وفات مسیح کے مختلف پہلوؤں پر دلچسپ تقریریں کیں۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی تقریریں کی گئیں۔ (نامہ نگار)

چندہ کی ادائیگی میں باقاعدگی

جو خطوط بیرونجات سے موصول ہو رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بفضلہ چندہ کی ادائیگی باقاعدہ ہو رہی ہے۔ بالخصوص جماعت لاہور شہر و چھاؤنی و مزنگ و حیدر آباد دکن و سکندر آباد و کراچی وغیرہ نیز زمیندار جماعتوں میں بھی چستی کے خاص آثار ہیں۔ ضلع سیالکوٹ اور شاہ پور سے متعدد خطوط آئے ہیں۔ مفصل ذکر آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ہوگا۔ (ناظر بیت المال)

جناب وزیر صاحب پونچھ کے خلاف شائع شدہ تار کی حقیقت

ہمیں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سیاسی نمائندہ جماعت احمدیہ جو حال ہی میں پونچھ اور سرینگر سے تشریف لائے ہیں۔ یہ معلوم کر کے سخت رنج پہونچا۔ کہ بعض خود غرض لوگ جناب سید حسین شاہ صاحب وزیر پونچھ کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ان کے خلاف مضامین شائع کرتے ہیں۔ اور کبھی غلط تاریں اخباروں کو بھجوا دیتے ہیں جس سے ان کی غرض محض یہ ہے۔ کہ جناب وزیر صاحب کو بدنام کر کے پونچھ سے رخصت کیا جائے۔ سرینگر سے موثق ذریعہ سے جناب شاہ صاحب موصوف کو معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض ہندوؤں کی طرف سے وزیر صاحب موصوف کی واپسی کے لئے سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور اندرون پونچھ سے بھی اس قسم کی تحریکات اٹھائی گئی ہیں۔ اس سے صرف یہی مقصود ہے۔ کہ پونچھ کے بگڑے ہوئے حالات کی جو تھوڑی بہت اصلاح ہو رہی ہے۔ وہ نہ ہونے پائے۔ اور ہندو وزیر کالسابق تمام امور پر قابض رہے۔ اگر یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ تو حکومت جموں و کشمیر کی دور اندیشانہ پالیسی کو سخت صدمہ پہونچیگا۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پونچھ میں تین ہفتہ قیام کے بعد آئے ہیں۔ اور ان سے تبادلہ خیالات کرنے پر ہماری اپنی رائے یہ ہے۔ کہ جناب وزیر صاحب موصوف فرقہ وارانہ روح سے بالا ہیں۔ نہ انہیں ہندوؤں سے تعاون ہے۔ نہ کسی مسلمان فرقہ سے عداوت۔ وہ اس کوشش میں ہیں۔ کہ عدل و انصاف ملک میں قائم ہو۔ اگرچہ ان کی اس کوشش کے راستہ میں بہت سی مشکلات کھڑی ہیں۔ جن پر وہ تن تنہا شاید ہی قابو پا سکیں۔ ان کی کامیابی کا انحصار والئے ریاست

۱۱ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء

جن نوجوانوں نے ٹیریٹوریل کمپنی میں بھرتی ہونے کے لئے اپنے نام بھیجے ہیں۔ وہ دس جولائی سنہ ۱۹۳۳ء کی شام تک قادیان پہونچ جائیں۔ تا کہ گیارہ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء کو جو معائنہ ہونے والا ہے۔ اس میں شریک ہو سکیں۔ اس وقت تک بیرونجات سے بہت تھوڑے نوجوانوں کی درخواستیں آئی ہیں۔ ذمہ وار احباب اپنی اپنی جماعتوں میں خاص طور پر تحریک کر کے ایسے نوجوان بھیجیں۔ جن کی عمر اٹھارہ اور چوبیس سال کے درمیان ہو۔ قد کم از کم پانچ فٹ پانچ انچ ہو۔ چھاتی اکیس ۲۱ سال سے کم عمر والوں کی ۳۳½ انچ۔ اور زیادہ عمر والوں کی ۳۴½ انچ سے کم نہ ہو۔

یہ نہایت اہم اور فوری تحریک ہے۔ احباب کو اسے زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

خاکسار میرزا شریف احمد۔ از قادیان

ضلع گوجرانوالہ میں تبلیغ

نائب مہتمم صاحب تبلیغ۔ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں: کہ فیروز والہ کی جماعت نے ماہ مئی میں ۵ تبلیغی اجلاس منعقد کئے نیز یہاں کے اور وزیر آباد کے انصار اللہ نے ارد گرد کے مواضعات میں تبلیغ کی۔ تلونڈی راہ والی کے دوستوں نے مناسب مواقع پر مفید لٹریچر تقسیم کیا۔ وزیر آباد میں ایک عیسائی نے احمدیت پر اعتراض کئے۔ ایک تقریر اس کے جواب میں۔ اور دو اعتراضات کے جواب اور علامات ظہور مہدی پر کی گئیں۔ وفات مسیح پر بھی ایک تقریر ہوئی۔ غیر احمدیوں کے ایک جلسہ میں سوال و جواب ہوئے۔ خانکی میں بابو محمد عزیز صاحب نے ایک جلسہ منعقد کر کے تبلیغ کی۔ اور ختم نبوت کا صحیح مفہوم حاضرین کے ذہن نشین کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

پردۂ نسواں اور ہندو

ہندوؤں کی مجبوریاں

ایک گزشتہ پرچہ میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہ اخبار "پرتاپ" یہ رونا رونے کے باوجود کہ ہندو لڑکیوں کے اغوا کی وارداتیں بہت کثرت سے ہو رہی ہیں۔ ابھی تک نہ صرف پردہ کے اسلامی حکم کی حکمت اور مصلحت کا قائل نہیں ہوا۔ بلکہ اس پر زبانِ طعن دراز کر رہا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ سارے ہندو "پرتاپ" کی ذہنیت کے ہی ہیں۔ اگر تھے بھی۔ تو حالات نے ان میں سے بہتوں کو اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ عورتوں کے پردہ کی ضرورت اور اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس ذریعہ سے ان خرابیوں کا انسداد کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ جو بے پردگی اور غیر مردوں سے بے محابا خلا ملا کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔

"ویر بھارت" کا بیان

چنانچہ روزانہ اخبار "ویر بھارت" لکھتا ہے:۔

"یہ امر موجبِ افسوس ہے۔ کہ ہندو لڑکیوں کے اغوا کی وارداتیں خوفناک تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کی تہ میں کونسی سازش کام کر رہی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ کہ ہم خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلا رہے ہیں۔ ہندو دیویوں کو اس قدر آزادی دے دینا۔ اور انہیں تیتریاں بنا کر کھلے مونہہ بازاروں میں چلنے پھرنے کی اجازت دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے۔ اور یہی خرابی ہندوؤں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے۔ جب تک ہندو اپنی استریوں کو پھر سے پراچین استریاں بنانے کی کوشش نہ کریں گے۔ تب تک کلیان نہ ہوگا۔"

ہندو لڑکیوں کے اغوا کی وجہ

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو لڑکیوں کے اغوا کی اصل وجہ خود ہندوؤں کے نزدیک ہندو عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی اور زیب و زینت کے ساتھ کھلے مونہہ بازاروں میں چلنا پھرنا ہے اور جب تک ہندو اس کا انسداد نہ کریں گے۔ اس وقت تک اس خرابی سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ جو ہندوؤں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمانہ قدیم کی ہندو عورتوں میں اس قسم کی تباہ کُن آزادی نہ پائی جاتی تھی۔ یعنی وہ آج کل کی ہندو عورتوں کی طرح ہار سنگھار کر کے کھلے مونہہ بازاروں میں نہیں پھرتی تھیں۔ بلکہ پردہ کرتی تھیں۔ یہی طریق اب بھی اختیار کرنا چاہیئے ورنہ ہندوؤں کا "کلیان" نہ ہوگا۔

"پرتاپ" کی جہالت

اگر یہ بات درست ہے۔ کہ پراچین ہندو استریاں کھلے مونہہ بازاروں میں نہیں پھرا کرتی تھیں۔ وہ یا تو گھر کی چار دیواری میں رہتی تھیں۔ یا ضرورتاً باہر نکلتیں۔ تو منہ چھپا کر۔ جیسا کہ اب بھی ہندوؤں کے ان خاندانوں کی عورتیں۔ جو نئی تہذیب کے مقابلہ میں اپنی سابقہ روایات کو زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گھونگٹ نکال کر باہر نکلتی ہیں۔ تو "پرتاپ" کا اسلام کے متعلق یہ طعن کس قدر جہالت اور بے ہودگی پر مبنی ہے۔ کہ "جو مذہب اس وقت تک عورتوں کو گھر کی چار دیواری سے نکلنے۔ اور برقعہ کی غلامی سے آزاد ہونے کی اجازت نہیں دے سکا۔ وہ اپنی معاشرت پر کیا فخر کرے گا۔"

گویا "پرتاپ" کے نزدیک اس مذہب کو اپنی معاشرت پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ جو اس وقت تک یہ اجازت دے چکا ہو۔ کہ عورتیں گھر کی چار دیواری سے نکل کر کھلے منہ بازاروں اور سیر گاہوں میں پھرا کریں۔ غیر مردوں میں بن سنور گشت لگاتی رہا کریں۔ اور ان کے ساتھ آزادانہ میل و جول رکھیں۔ "پرتاپ" کے نزدیک چونکہ ہندو دھرم اس قسم کی اجازت دے چکا ہے۔ اس لئے وہ اپنی معاشرت پر فخر کر سکتا ہے۔ لیکن اسلام کو ایسی اجازت نہ دینے کی وجہ سے فخر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

ہندو دھرم کی خرابی

اگر فی الواقعہ ہندو دھرم کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی سابقہ تہذیب و معاشرت کے خلاف عورتوں کو کھلے منہ بازاروں میں چلنے پھرنے کی اجازت دے چکا ہے۔ تو اس طرح نہ صرف نہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمانہ کی رو کے مقابلہ میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ ہندوؤں کو تباہی کے گڑھے میں بھی گرا چکا ہے۔ کیونکہ بالفاظ "ویر بھارت"۔ "ہندو دیویوں کو اس قدر آزادی دے دینا۔ اور انہیں تیتریاں بنا کر کھلے مونہہ بازاروں میں چلنے پھرنے کی اجازت دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے۔ اور یہی خرابی ہندوؤں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے۔"

بے پردگی کے نتائج اور ہندو

پھر اس کے جو نتائج نکل رہے ہیں۔ وہ دور اندیش اور غیرت مند ہندوؤں کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ ہندو دھرم کی دی ہوئی اس آزادی سے دست بردار ہو جائیں۔ نہ صرف یہی۔ بلکہ جوش مخالفت میں وہ عورتوں پر اسلامی پردہ سے بھی زیادہ پابندیاں عائد کر دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کا ایک دوسرا با اثر اخبار "ملاپ" (۲۳۔ جون) لکھتا ہے:۔

"عورتوں کا سینما۔ ناچ۔ ٹینس۔ لٹریری لیگ وغیرہ میں رنگ رلیاں مچانا ہی آزاد خیالی۔ اور قومیت کی بنیاد سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کا جو نتیجہ ہوگا۔ وہ صاف ہے۔ غیرت مند ہندو ایسی آزادی سے پردہ کو بہتر سمجھیں گے۔ ایسی تعلیم سے بے علمی کو ترجیح دینگے۔ اور ایک بار پھر وہی زمانہ آ جائے گا۔ جب کوئی عورت گھر سے باہر کی دہلیز پر قدم نہ رکھ سکتی تھی۔ اور نہ کوئی پڑھ سکتی تھی۔ موجودہ آزادی اور تعلیم کا جو ہندو لڑکیاں ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ وہ ایسی حالت پیدا کر دینگی۔ اور اس کا پاپ انہیں کے سر پر ہوگا۔ میں ایسی لڑکیوں کے والدین سے ادب کے ساتھ پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ وہ ان لڑکیوں کو سنبھالیں اور ہندوؤں کی مزید تباہی کا باعث نہ بنیں۔"

غلطی پر غلطی

نئی روشنی کے ہندوؤں نے نوجوان عورتوں اور لڑکیوں کو جو آزادی دے رکھی ہے۔ اور جس کی وجہ سے "پرتاپ" کے نزدیک ہندو دھرم کو اپنی معاشرت پر فخر کرنے کا حق حاصل ہو چکا ہے۔ وہ فی الواقعہ ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی غیرت مند ہندو اس کے شرمناک نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ان نتائج کی تلخی سے مجبور ہو کر ہندو عورتوں کو گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھنے سے روک دیں۔ اور انہیں تعلیم پانے سے محروم کر دیں۔ تو کچھ عجب نہیں لیکن جس طرح ہندوؤں نے عورتوں کو حد سے بڑھی ہوئی آزادی دینے میں غلطی کی۔ اور اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اسی طرح اگر انہوں نے عورتوں کا گھروں سے نکلنا کلیتہً بند کر دیا۔ اور انہیں جہالت اور بے علمی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا۔ تو یہ بھی غلطی ہوگی۔ اور اس کے نتائج بھی خوشگوار نہ ہونگے۔ اول تو ہندو عورتیں اس حد تک آزادی کی ہوا کھا چکی۔ اور اس قدر خودسری کے مزے لوٹ چکی ہیں۔ کہ اس قسم کی دھمکی سے جو "ملاپ" نے دی ہے۔ ان کا اثر پذیر ہونا ممکن نہیں۔ اور ہندوؤں میں ہمت بھی نہیں۔ کہ اس تجویز کو عمل میں لا سکیں۔ دوسرے اگر اس قسم کی کوشش کی گئی۔ اور وہ کامیاب

بھی ہوگئی- تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا- کہ طبقہ خواتین ایک عضوِ معطل ہو کر رہ جائے گا- گھر کی چار دیواری میں قیدیوں کی طرح بند رکھنا اور ضروری تعلیم سے محروم رکھنا عورت کو زمانہ جہالت کا نمونہ بنا دے گا- اور اس طرح نہ صرف گھر کا آرام وچین خواب وخیال ہوجائے گا- بلکہ ملکی اور قومی ترقی بھی ناممکن ہوجائے گی ؎

دراصل اس قسم کی مشکلات ہندوؤں کو اس لئے پیش آ رہی ہیں- کہ ہندو دھرم ان کی راہ نمائی کرنے سے قاصر ہے- اور ہندوؤں نے اسے بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے- زمانہ کی رو کے ماتحت جو بات انہیں اچھی لگتی ہے- اسے مذہب میں گھسیڑ کر یہ کہنے لگ جاتے ہیں- کہ ہندو دھرم کی یہی تعلیم ہے- لیکن جب اس سے نقصان اٹھاتے اور مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں- تو اس کی مخالفت میں اس درجہ بڑھ جاتے ہیں- کہ ضروری اور مفید حدود کو بھی نظرانداز کرجاتے ہیں- یہی روش وہ عورتوں کے متعلق اختیار کئے ہوئے ہیں- جب انہیں آزادی دینے پر آئے- تو ضروری پابندیوں کو نظرانداز کرکے خودسر بنادیا- اب جبکہ اس کا نتیجہ تباہی وبربادی حاصل ہوا- تو مخالف سمت کی انتہا تک پہونچنا چاہتے ہیں- اور عورتوں کو عمر قید کی سزا دے کر گھروں میں بند کردینے کی تیاریاں کررہے ہیں- مگر نہ وہ طریق درست تھا- نہ یہ ؎

اسلام کا پیش کردہ طریق

اصل طریق وہی ہے- جو اسلام نے پیش کیا ہے- کہ عورتوں کو پردہ کی پابندی کے ساتھ گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت ہے علم پڑھنے کی تاکید کی ہے- اور زندگی کے ہر شعبہ میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے- اسلام عورتوں کو گھروں میں بند رکھنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا- اور اس بات کو اسلام کی طرف منسوب کرنا صریح افترا پردازی ہے- اسلام جو کچھ کہتا ہے- وہ یہ ہے- کہ عورتیں اپنی زیب وزینت غیرمحرم مردوں پر ظاہر نہ کریں- شرم وحیا کو اپنا شعار بنائیں- عصمت وعفت کو بیش بہا گوہر سمجھیں- اور ان تمام امور سے پرہیز کریں- جن کے قریب جانا ان صفات عالیہ کو نقصان پہنچانے والا ہو- صرف اس احتیاط کو پیش نظر رکھ کر مسلمان عورت جہاں جانا چاہے جاسکتی ہے- اور جس شعبۂ زندگی میں حصہ لینا چاہے- لے سکتی ہے اور اس بات کا ثبوت موجود ہے- کہ مسلمان خواتین پردہ کی پابندی کے باوجود علم وفضل میں حکمت وہنر میں امتیازی درجہ حاصل کرچکی ہیں- اور موجودہ زمانہ بھی ایسی مثالوں سے خالی نہیں-

اس موقعہ پر ان مسلمان کہلانے والوں کو بھی ہم مخاطب کرنا ضروری سمجھتے ہیں- جو غیرمسلم اقوام کی اندھی تقلید میں عورتوں کو شرعی پردہ سے باہر نکال رہے ہیں- وہ دوسری اقوام کی بےپردگی کے نتائج سے عبرت حاصل کریں- اور اپنی خواتین کو اسلامی پردہ کا پوری طرح پابند بنائیں- جو کہ عزت وعصمت کی حفاظت کے لئے ایک قلعہ کا کام دیتا ہے ؎

”سیاست“ کی غلط بیانی

سید حبیب صاحب آف ”سیاست“ نے ”تحریک قادیان“ کے عنوان سے اپنے اخبار میں ایک سلسلۂ مضامین شروع کر رکھا ہے جس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں- کہ بعض مخالفین سلسلہ نے اس وقت تک احمدیت کے خلاف جو بیہودہ سرائی کی ہوئی ہے- اسے اپنی غیرمربوط اور بےڈھنگی عبارت آرائی کے پیوند لگا کر پیش کیا جا رہا ہے- اس کے متعلق تو ہمیں کوئی شکوہ نہیں- کیونکہ جب احمدیت کے خلاف کوئی ایسا اعتراض ہو ہی نہ سکتا ہو- جسے کئی بار رد نہ کیا جاچکا ہو- تو ایسے معترض جنہیں ان کی خاص مصلحتیں اور مجبوریاں اعتراضات کرنے پر آمادہ کریں- پہلے ہی اعتراضات نہ دوہرائیں- تو اور کیا کریں لیکن افسوس کی بات یہ ہے- کہ اس بجمتر پا سلسلۂ مضمون کا اثر- اور نتیجہ ظاہر کرنے کے لئے جھوٹے اعلان شائع کرنے شروع کردیئے گئے ہیں- چنانچہ ۲۸- جون کے ”سیاست“ میں ”فدائے ملت مولانا سید حبیب شاہ کی حقیقت افروزیوں کا مبارک ثمر“ اور ”سرگرم وکارکن مرزائی کی رجعت الی الحق کا مژدہ“ کے دوہرے عنوان کے ماتحت ایک نمایاں چوکھٹے میں لکھا گیا ہے- کہ

”لائل پور میں مرزائیوں نے جو تبلیغی سرگرمیاں جاری کر رکھی تھیں- الحمد للہ کہ ان کا خاتمہ ہوگیا ہے- اور سابقہ سکرٹری محمد کریم دکان بانس سوتری وغیرہ نے جو فرقہ مرزائیہ کے سرگرم رکن تھے- اور جنہوں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے میں کافی حصہ لیا تھا ان سے میرا تبادلہ خیالات اکثر ہوتا رہا- اور سکرٹری مذکور نے مرزا صاحب کے دعاوی سے تنگ آکر آج کھلے لفظوں میں اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کلمہ طیبہ پڑھکر رو برو گواہان شیخ فیروز الدین مالک فلور ملز اور منشی محمد پناہ ملازم شیخ برکت علی لبھوانہ بازار اپنے عقیدہ کے متعلق اظہار کیا- کہ میرا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے“

ناظرین کو یہ سنکر حیرت ہوگی- کہ جو اعلان ”سیاست“ نے اتنے طمطراق سے شائع کیا- وہ بالکل غلط اور محض بناوٹی ہے- چنانچہ جن صاحب کے متعلق اس میں ذکر ہے- وہ لکھتے ہیں:-

”اخبار سیاست میں جو یہ لکھا گیا ہے- کہ میں نے احمدیت سے توبہ کرلی ہے- یہ بالکل جھوٹ ہے- جو ایک دشمن احمدیت نے شائع کرایا ہے وہ ہر وقت احمدیت کے خلاف بکواس کرتا رہتا ہے“ ؎

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ”سیاست“ کا پہلا ہی پیش کردہ ثمر محض دھوکہ ہے- اور جس شخص کو یہ دعویٰ ہو- کہ وہ مسلمانوں کو صحیح راہ بتانے کے لئے نیک نیتی سے خامہ فرسائی کررہا ہے- اس کے مضامین کے متعلق اس طرح کی دھوکہ دہی نہایت ہی شرمناک ہے-

کوشش کی جارہی ہے- کہ سید حبیب صاحب حسب وعدہ اپنے

خلیفہ بنانے کی تجویز

کیا بلحاظ دین- اور کیا بلحاظ دنیا مسلمانوں میں تفرقہ- اور انشقاق اس حد کو پہونچ چکا ہے- کہ رہ رہ کر ان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے- کہ کاش ان کے اتحاد اور ان کی راہ نمائی کا کوئی سامان ہو- مدتوں مسلمانوں نے خلافت ٹرکی پر نظر رکھی- اور مسلمانان ہندوستان نے تو اس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں بھی کیں- حتیٰ کہ جب خود ترکوں نے اس نام کی خلافت کا بھی نام ونشان مٹادیا- تو بھی ہندوستان میں خلافت کمیٹی قائم تھی- اور اس وقت تک مسلمانوں کو اس سے وابستگی رہی- جب تک سیٹھ چھوٹانی نے اس کے نام سے جمع شدہ لاکھوں روپیہ ٹھکانا نہ لگادیا ؎

غالباً خلافت اور خلیفہ کے نام سے ہندوستانی مسلمانوں کی اسی وابستگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نومسلم انگریز نے بالفاظ ”مدینہ“ (۵ جولائی) ہندوستانیوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے- کہ

”مرکز خلافت کو از سرِ نو تعمیر کرنا چاہیئے- اس کے لئے تجویز یہ ہے- کہ ہر اسلامی ملک وقتاً فوقتاً ایک قومی نمائندہ منتخب کیا کرے- اور تمام نمائندے مل کر ایک مجلس خلافت یا ”خلافت کونسل“ بنائیں- یہ کونسل پانچ برس کے لئے ”خلیفۃ المسلمین“ کا انتخاب کیا کرے- خلیفۃ المسلمین اس کونسل کے تعاون کے ساتھ کام کریں- اس کے ساتھ ہی ایک خلافت فنڈ قائم کیا جائے- اور اسے خلیفۃ المسلمین کے کامل اختیار میں دیدیا جائے- اس فنڈ کو اس طرح اکٹھا کیا جائے- کہ ہر فردِ مسلم پر ۵ شلنگ سالانہ ٹیکس لگادیا جائے- ایسا کرنے سے ۵ کروڑ پونڈ جمع ہوجائے گا- ہر مسلمان حکومت اور ہر مسلمان ملت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں جدوجہد کرے- اگر تمام لوگ کوشش کریں- تو یہ کام مکمل ہوسکتا ہے“

مدینہ کے نزدیک ”تجویز بہت اچھی ہے- لیکن سوال یہ ہے کہ اس تجویز کی بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھیگا- اور ایسے حالات میں کہ دنیا کے اکثر ممالک دول استعمار کے قبضہ میں ہیں- جو کونسل اور خلیفہ منتخب ہوگا- اس کے اختیارات کیا ہونگے- اور اس کے فیصلوں پر عمل کرانے کا ذریعہ کیا ہوگا- مان لیجئے- کہ الہ دین کے چراغ کو گھسنے سے ایک کونسل اور ایک خلیفہ قائم ہوگیا- اور اس کے پاس ۵ کروڑ پونڈ بھی جمع ہوگئے- تو سوال یہ ہے- کہ اس کے فیصلوں پر عمل کون کریگا اور کیوں کرے گا- ایسا خلیفہ آزاد کیونکر ہوگا- اس کا مستقر کہاں ہوگا- اور اگر وہ کسی غیرمسلم ملک میں ہوگا تو وہ غلام ہوگا یا آزاد“

سوال بہت معقول ہے- کیونکہ مسلمانوں اور تفرقہ زدہ و پراگندہ حال مسلمانوں کے لئے اول تو یہی ناممکن ہے- کہ متفقہ طور پر کسی کو خلیفہ منتخب کرسکیں- لیکن اگر یہ ناممکن ممکن بھی ہوجائے- تو ایسا خلیفہ ظلاکت زدہ اور روحانیت سے بےبہرہ لوگوں کا بنایا ہوا ہوگا- اس لئے اس کے پاس نہ سیاست ہوگی- نہ روحانیت- پھر اس کے فیصلوں پر عمل کون کریگا- اور کیوں کریگا-

15

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

چودھویں صدی کا مجدّد کون ہے؟

"الفضل" کا زبردست مطالبہ اور "اہلحدیث" کی بے بسی

صداقت مسیح موعودؑ کی ایک زبردست دلیل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایک ایسی زبردست دلیل اور برہانِ قاطعہ ہے۔ کہ جسکی تردید ممکن نہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ مطالبہ کہ اس حدیث کے مطابق اس صدی کا جو نصف سے بھی زیادہ گزر چکی ہے۔ مجدد پیش کیا جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ اگر موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا صاحب مجدد نہیں۔ تو اور کون ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس زمانہ میں جو ظلمت اور بے دینی کے لحاظ سے پہلے زمانوں سے بڑھا ہوا ہے۔ دین اسلام کو تازہ کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے اس صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہے۔ مخالفین کوئی جواب دے ہی نہیں سکتے حالانکہ اس مطالبہ کو پورا کرنے والے کے لئے ہماری طرف سے دس ہزار روپیہ کے انعام کا بھی کئی بار اعلان ہو چکا ہے۔

جماعت احمدیہ کا مطالبہ

ہماری طرف سے یہ مطالبہ مخالفین کے سامنے بارہا اور پورے زور کے ساتھ پیش ہو چکا ہے۔ چنانچہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ الفضل میں مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ فلسطین کا ایک مضمون "چودھویں صدی کا مجدد اعظم کون ہے" کے عنوان سے شایع ہوا۔ جس میں آپ نے لکھا۔ کہ

"میں تمام ان لوگوں سے جو خدا ترس دل اور جویان حق روح رکھتے ہیں۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ غور فرمائیں۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد اعظم کون اور کہاں ہے۔ . . . . . . چودھویں صدی آئی۔ اور نصف سے بھی زیادہ گزر گئی۔ بتلایئے کون مجدد ہے۔ جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق صدی کے سر پر مبعوث کیا"

چونکہ اس مطالبہ کا کہ جب یہ پیشگوئی ہر صدی کے سر پر پوری ہوتی چلی آئی ہے۔ تو اس زمانہ کا مجدد اگر مرزا صاحب کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر کون ہے۔ جسے ارشاد نبوی کی صداقت کی دلیل کے طور پر مخالفین کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ کوئی جواب نہیں۔ اس لئے "چودھویں صدی کے علماء" اس خیال سے کہ لوگ اس معقول بات کو دیکھ کر احمدیت کو قبول نہ کریں۔ اس حدیث کی نہایت رکیک تاویلیں اور دور از عقل تشریحیں کر کے دھوکا دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب

مولوی اللہ دتا صاحب کے مذکورہ بالا مضمون کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث ۲ / جون کے پرچہ میں لکھتے ہیں

"افراد امت مرزائیہ جب اپنے مجدد مہدی اور مسیح کے دعاوی ثابت کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ تو جھٹ سوال کر دیا کرتے ہیں۔ کہ اچھا اس صدی کا مجدد کون ہے۔ اپنے خیال میں اس سوال کو لاینحل جانتے ہیں۔ جواب دینے سے پہلے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر سچے مجدد کی کسی کو خبر نہ ہو۔ تو کیا اسے اجازت ہے۔ کہ جھوٹے کو منظور کرے۔ کیا اس کی مثال یہ نہ ہوگی۔ کہ جس عورت کو خاوند نہ ملے۔ وہ کسی مونث سے ہی شادی کرے"

مولوی صاحب کے جواب کی لغویت

اول تو یہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک ایسا انسان جسے خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تجدید دین کے لئے کھڑا کرے۔ جسکا کام اسلام کی حفاظت اور ترقی قرار دے۔ جو مسلمانوں کو گمراہی اور ظلمت سے نکالنے کے لئے آئے۔ وہ مبعوث ہو۔ اور اس کی بعثت پر ایک سال نہیں۔ دو سال نہیں نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔ لیکن مسلمانوں کو اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کہاں ہے۔ دوسرے اگر کسی ایسے زمانہ میں یہ کہا جاتا۔ جبکہ رسل و رسائل کے ذرائع محدود تھے اور ایک مقام کی خبر دوسرے مقام پر بمشکل پہنچتی تھی۔ تو بھی بات بیشک قابل تعجب تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب موجودہ زمانہ میں یہ بے ہودہ بات کہہ رہے ہیں۔ جبکہ دنیا کے ایک سرے کی معمولی سی خبر بھی دوسرے سرے تک بآسانی پہنچ جاتی ہے۔ اور ایسی خبریں روزانہ پہنچتی رہتی ہیں۔ جب صورت حالات یہ ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی سچا مجدد دنیا میں مبعوث ہو۔ اور اس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ اور کس طرح مجدد کے مبعوث ہونے کے مطالبہ کو یہ کہہ کر ٹالا جا سکتا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ کوئی مجدد سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہی نہیں ہوا۔ اور جب مبعوث نہیں ہوا۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ آپ کو قبول نہ کرنے والوں کو کسی سچے مجدد کا علم ہو سکے۔

مولوی صاحب کا اصل جواب

پھر مولوی صاحب "اصل جواب سنئے" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"حدیث میں مجدد کے حق میں یہ الفاظ ہیں۔ من یجدد لھا دینھا۔ ان الفاظ میں عموم داخل ہے۔ یعنی ہر صدی میں خدا ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ جو دین کی صحیح خدمت کریں گے۔ دین کی خدمت میں سب سے بڑی یہ ہے۔ کہ توحید کی تائید اور شرک و بدعت کی تردید کی جائے۔ اس زمانہ کی بدعات میں بڑی بدعت وہ ہے۔ جس کا پہلے کسی فرقہ یا زمانہ میں ثبوت نہیں۔ وہ فتنہ قادیانیہ ہے۔ چونکہ حدیث کے لفظ من میں کثرت ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) اس لئے جو علماء بھی آج کل شرک و بدعت کی تردید خصوصاً فتنہ قادیانیہ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سب مجدد ہیں۔ چونکہ مجدد خدمت دینیہ کی حیثیت سے لقب ہے۔ اس لئے منطقی اصطلاح میں کلی مشکک ہے۔ ان سب مجددین میں مجدد اعظم جلالۃ الملک عبد العزیز بن سعود ایدہ اللہ بنصرہ ہے"

لفظ من پر بحث

مولوی صاحب کا مطلب یہ ہے۔ کہ مجدد ایک شخص نہیں بلکہ وہ سب افراد جو خدمت دین کرتے ہیں۔ مجدد ہوتے ہیں۔ اس کی دلیل آپ یہ دیتے ہیں۔ کہ حدیث میں جو لفظ من ہے۔ اس میں کثرت پائی جاتی ہے۔ اور اس سے مراد بہت سے افراد ہیں۔

اس میں تو کوئی شک نہیں۔ کہ لفظ من میں کثرت کے معنی بھی بعض اوقات پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس امتیاز کے لئے کہ فلاں جگہ یہ لفظ مفرد ہے یا جمع کوئی اصل ہونا چاہیئے۔ ماہرین علم کلام نے اس کے لئے یہ رکھا ہے۔ کہ قرینہ کے لحاظ سے اس کا پتہ لگایا جائے۔ یعنی جس عبارت میں من آیا ہے۔ اس میں جمع کا قرینہ موجود ہے۔ یا واحد کا۔ اور اس عبارت کی دیگر ضمائر اور اضافتوں سے اس امر کا فیصلہ ہونا چاہیئے۔

قرآن کریم سے ایک مثال

مثلاً قرآن کریم میں آتا ہے۔ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین۔ اس میں ھم۔ اٰمنا اور بمومنین ایسے قرائن ہیں۔ جو ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ من کا لفظ جمع کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور کوئی شخص ان قرائن کی

موجودگی میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ چونکہ من جمع اور مفرد دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس لئے یہاں اسے مفرد کے معنے میں لیتا ہوں۔ اسی طرح جہاں قرائن مفرد ظاہر کر رہے ہوں۔ وہاں اس سے جمع مراد لینا قطعاً ناجائز ہے ؎

من کے مفرد معنے کا قرینہ

اب اس قاعدہ کے پیش نظر مذکورہ بالا حدیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں کوئی ایسا قرینہ نہیں۔ جس کی وجہ سے من کو جمع کے معنوں میں استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اس کے ساتھ یجدد (واحد مضارع غائب) کا صیغہ آیا ہے۔ اس لئے یہاں اس کے معنے جمع نہیں۔ بلکہ مفرد ہی کرنے پڑیں گے۔ اور اس قرینہ کے ہوتے ہوئے اس کا استعمال کثرت کے معنوں میں سمجھنا ایسی ہی جہالت اور نادانی ہے جیسی مذکورہ بالا آیت میں من کے معنے مفرد لینا ؎

مولوی صاحب کی ایک پرانی تحریر اور تازہ ارشاد

مولوی صاحب نے اپنی عالمانہ دیانتداری کے تقاضا سے حدیث کا مطلب یہ لکھا ہے۔ کہ "ہر صدی میں خدا ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ جو دین کی صحیح خدمت کریں گے۔" حالانکہ حدیث میں صاف طور پر علی رأس کل مائۃ سنۃ کے الفاظ موجود ہیں۔ ممکن ہے۔ اس زبردست مطالبہ سے عہدہ برآ ہونے اور اس مشکل سے جان چھڑانے کی غرض سے مولوی صاحب نے یہ تحریف کی ہو۔ لیکن اس سے قبل وہ صاف الفاظ میں تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ ایسے مجددین کی بعثت ہر صدی کے شروع میں ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث ۱۸ راکتوبر ۱۹۱۵ء میں وہ ایک صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پس حدیث کے یہ معنی ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ سے ہر صدی کے شروع میں تمام اسلامی دنیا میں چند لوگ ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ جو اپنے اپنے مقام پر شہر یا گاؤں میں اپنی اپنی وسعت اور مقدرت کے مطابق توحید و سنت کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور شرک و بدعت کو مٹانے میں کوشاں رہتے ہیں"۔ اب اپنی اس واضح تحریر کو نظر انداز کر کے مولوی صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ "ہر صدی میں" خدا ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس حدیث کی خود تراشیدہ تاویل پر انہیں اطمینان نہیں ؎

حیرت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے شروع میں ایسے لوگ پیدا کیا کرے گا جو تجدید دین کریں گے مگر آپ اس وعدہ کو ساری صدی کے لئے ہی وسعت دے رہے ہیں۔ آپ کا مطلب یہ ہے۔ کہ ساری صدی کے دوران میں جو لوگ خدمت دین کرنے کا دعوےٰ کریں۔ وہ اس حدیث کے مصداق ہوتے ہیں لیکن حدیث میں جو لفظ رأس موجود ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے آپ کی یہ فریب کاری ہرگز نہیں چل سکتی ؎

بے باکی

کس قدر بے جا جرأت اور بے باکی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو غیر مبہم الفاظ میں فرما رہے ہیں۔ کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد خود مبعوث کیا کرے گا۔ جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔ لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "ہر صدی میں خدا ایسے لوگ پیدا کرے گا جو دین کی صحیح خدمت کریں گے۔ اس لئے جو علماء بھی آجکل شرک و بدعت کی تردید خصوصاً فتنہ قادیانیہ کا مقابلہ کرتے ہیں سب مجدد ہیں"

علماء کی تخصیص کیوں

اگر "فتنہ قادیانیہ" کا مقابلہ کرنا ہی مجدد ہونے کے لئے کافی ہے۔ تو اس میں علماء کی تخصیص کیوں ضروری سمجھی گئی ہے۔ احمدیت کا مقابلہ تو ہر غیر احمدی کسی نہ کسی رنگ میں کر رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان کو اس منصب سے محروم رکھا جائے۔ اور تمام کے تمام غیر احمدیوں کو مجدد نہ قرار دے دیا جائے۔ دراصل مولوی صاحب نے اپنی مجددیت کی طرح ڈالنے کے لئے "علماء" تک ہی اس انعام کو مخصوص رکھا ہے۔ لیکن جب اس کے پائے جانے کی سب سے بڑی شرط یہ ہے۔ کہ احمدیت کا مقابلہ کیا جائے۔ تو پھر ان شہدوں اور غنڈوں کو اس سے کس طرح محروم کر سکتے ہیں جو احمدیت کو اپنی اوباشانہ حرکات اور ناشائستہ مظاہرات سے تباہ کر دینے کے زعم میں ہر عالم کہلانے والے سے احمدیت کا مقابلہ زیادہ جوش اور سرگرمی سے کرتے ہیں۔ اور اپنے زعم میں اسے خدمت دین سمجھتے ہیں ؎

مولوی صاحب کی تاویل کی اس قدر بے ہودگی پیش کرنے کے بعد ہم پھر ان سے ایک دفعہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا واقعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے یہی معنے ہیں اور اس حدیث کا یہی منشاء اور مفہوم ہے۔ جو انہوں نے پیش کیا ہے۔ اگر یہ حدیث صرف یہی ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ کہ "ہر صدی میں خدا تعالےٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ جو دین کی صحیح خدمت کریں گے"۔ تو بتایا جائے۔ کہ اسے خاص طور پر بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اللہ تعالےٰ کے مبعوث کرنے کے کیا معنے ہیں۔ کیا بعثت سے مراد محض پیدائش ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ لوگوں کو پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور جب تک اسلام دنیا میں موجود ہے۔ اس کی "صحیح خدمت" کرنے کے مدعی موجود رہیں گے۔ خواہ حقیقت میں وہ اسلام کے بدترین دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ پس یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ جسے اس قدر اہمیت دی جاتی۔ اور اس رنگ میں جس کا ذکر کیا جاتا ؎

ذکر و فکر

آخرت کو کبھی نہ بھولو

اے عزیز تو نے ایک دفعہ اس لئے ایک بزرگ سے دعا کرائی تھی۔ کہ امتحان یونیورسٹی میں پاس ہو جائے۔ اس کے بعد کچھ مدت گزری تھی۔ کہ تو نے اپنی بیماری کے لئے دوستوں سے دعا کرائی پھر تو نے اپنی شادی کے لئے بزرگوں سے دعا کی درخواست کی۔ پھر یاد ہوگا۔ کہ ایک دفعہ اولاد ہونے کے لئے بھی تو لوگوں سے دعا کے لئے کہا کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک دفعہ تیرا بچہ بیمار ہوا۔ تو تو نے اخبار میں دعا کی درخواست اس کی صحت یابی کے لئے شائع کرائی۔ غرض جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ تیری ہر دعا کسی دنیوی مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے تھی۔ اے عزیز میں برسوں سے اس امر کو ترستا رہا۔ کہ کاش تو کبھی آخرت کے لئے بھی کسی سے ایسی توجہ اور بے قراری کے ساتھ دعا کرائے۔ جس طرح تو اپنے امتحان۔ بیماری مقدمہ۔ اولاد۔ نوکری۔ اور دیگر دنیاوی ضرورتوں ابتلاؤں کے لئے کراتا ہے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ وہ خانہ صفر ہے۔

اب اے میرے پیارے سن لے۔ کہ تو اگر تمام دنیاوی مطالب میں کامیاب بھی ہو گیا۔ اور دائمی زندگی میں حسن خاتمہ نہ ہونے کی وجہ سے کامیابی میسر نہ ہوئی۔ تو کسقدر رنج و افسوس کی بات ہوگی۔ اے عزیز دیکھ تیرا خدا تو یوں فرماتا ہے۔ "من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللّٰہ ثواب الدنیا والاخرۃ" یعنے اگر صرف دنیا کا ثواب اور فائدہ خدا سے مانگتے ہو۔ تو اس کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کے ثواب اور فائدے ہیں۔ تم لوگ آخرت کا ثواب ساتھ ساتھ کیوں نہیں طلب کرتے؟ کیا وہ خدا کے پاس نہیں ہے۔ یا اس کے بارے میں اللہ تعالےٰ کو کوئی بخل ہے ؎

پس یہ بدقسمتی ہوگی۔ اگر تیری دعائیں ساری کی ساری محض دنیاوی مفاد کے لئے ہوں۔ اور ایسا کم ہو۔ کہ اپنی نجات خدا کی دائمی رضامندی۔ اپنے اہل وعیال کی دینی بہتری خشیۃ کی معرفت۔ خدا کی محبت۔ خدا کے کلام کا علم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دین کی ترقی سلسلہ کے احباب اور ان کی نسلوں کی دینی بہتری اور اخروی کامیابی کے لئے تو دعا کرے۔ اور کرائے ؎

(حضرت میر) محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن)

مذاہب غیر

اہل رُوس کا قدیم مذہب و تمدّن

روس اس وقت اقوام عالم میں خاص اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ اس کے سیاسی خیالات اور تمدنی اصول اپنی جدت آفرینی کی وجہ سے عوام الناس کی توجہ کو ضرور ایک بار اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اس لئے اس قوم کا قدیم مذہب اور پرانے تمدنی اصول کے متعلق بعض باتوں کا تذکرہ یقیناً ناظرین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔

اہل رُوس کی بت پرستی

روس میں عیسائیت کی نشر و اشاعت دسویں صدی عیسوی کے آخری حصہ میں شروع ہوئی۔ اس وقت تک وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ اور متعدد بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ ان کے لئے قربانیاں کرنا اور ان کے سامنے نذر نیاز پیش کرنا اپنے لئے اخروی نجات کا ذریعہ یقین کرتے تھے سال کے بعض ایام خصوصیت کے ساتھ بتوں کی پرستش اور عبادت کے لئے انہوں نے مقرر کر رکھے تھے۔ اور ان ایام کو وہ خاص طور پر تیوہاروں کی صورت میں مناتے تھے

اہم دیوتا

ان کے دیوتاؤں میں پیرون یعنی برق و باد اور جنگ و صلح کا دیوتا۔ داجد بوگ یعنی معبود الشمس۔ ڈیڈلاد یعنی رب النور ڈدموکوئی یعنی الہ الارض۔ نوویانوئی یعنی خداوند آب۔ کاشی یعنی نفع و نقصان کا مالک اہم سمجھے جاتے تھے۔

لباس اور زیب و زینت

روسی لوگ اس زمانہ میں بھی قوی الجثہ اور تنومند تھے۔ لباس کے معاملہ میں نہایت بے پرواہ تھے۔ قمیص۔ کوٹ وغیرہ پہننا کوئی نہ جانتا تھا۔ صرف ایک ادنیٰ کمبل ہر شخص کے بدن کی ستر پوشی کرتا۔ جو سوائے ایک ہاتھ کے جو باہر نکلا ہوتا۔ باقی تمام بدن کے گرد لپیٹ لیا جاتا تھا۔ تلوار کا ہر شخص کے پاس ہونا نہایت ضروری سمجھا جاتا تھا۔ جسے گلے میں لٹکا لیا جاتا۔ ہر عورت کی چھاتیوں پر کٹوریاں بندھی ہوتی تھیں۔ اگر عورت کسی غریب شوہر کی ہے تو یہ کٹوریاں لوہے اور تانبے پیتل کی ہوتی تھیں۔ ورنہ سونے کی۔ امرا کی عورتوں کے گلے میں ہار کا ہونا بھی جزو تمدن خیال کیا جاتا تھا۔ جب کسی شخص کے پاس دس ہزار درہم جمع ہو جائے۔ تو اس کا فرض تھا۔ کہ بیوی کو ایک ہار خرید دے۔ اور اسی طرح ہر دس ہزار درہم کے بعد ایک ہار اشد ضروری تھا۔ اور اس وجہ سے بعض امیر لوگوں کی بیویوں کے گلے میں بہت سے ہار ہوتے تھے۔ اس قسم کے ہاروں کے لئے دریائی مہروں یا گونگھوں کو سب سے زیادہ پسند کیا جاتا تھا۔ اور فی مہرہ فی درہم کے حساب سے فروخت ہوتا تھا۔

رہائش اور طریق بود و باش

عام طور پر رہائش کے لئے گھاس پھوس کے جھونپڑے استعمال ہوتے تھے۔ جن میں دس دس بیس بیس افراد اکٹھے بود و باش رکھتے۔ حد درجہ کے غلیظ اور ناپاک ہوتے۔ غسل جنابت یا دیگر صفائی کے مواقع تو درکنار پاخانہ کے بعد ہاتھ دھونے کا بھی ان میں رواج نہ تھا۔

تجارت

تجارت کا مشغلہ اس زمانہ میں بھی ان میں رائج تھا۔ لوگ قافلوں کی صورت میں لونڈیاں۔ گھوڑے۔ پوست ہرن اور اپنے ملک کی دوسری پیداوار لیکر ادہر ادہر پھرتے رہتے تھے۔ کشتیوں کے ذریعہ سمندری رستے طے کر کے دوسرے مقامات پر بھی تجارت کے لئے جاتے تھے۔ اور طریق یہ تھا۔ کہ جب کوئی شخص سامان تجارت لیکر کہیں جاتا۔ تو منزل پر پہنچنے کے بعد کچھ روٹی گوشت و پیاز۔ اور شراب لے کر اپنے بت کی خدمت میں حاضر ہوتا اور نہایت ادب کے ساتھ اس کے سامنے سجدہ میں گر کر سامان فروخت ہو جانے کی آرزو کرتا۔

دیوتاؤں کی خوشنودی

اس کے بعد اگر سودا معقول طور پر ہو گیا۔ تو فبہا ورنہ سمجھا جاتا کہ دیوتا ابھی مہربان نہیں ہوا چنانچہ دوبارہ بلکہ سہ بارہ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اسکی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اگر متعدد بار ایسا کرنے پر بھی کامیابی نہ ہوتی۔ تو چھوٹے بتوں کی طرف توجہ کی جاتی۔ اور ان کے سامنے بھینٹ وغیرہ چڑھائی جاتی۔ کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق چھوٹے چھوٹے بت در اصل بڑے بتوں کی اولاد اور بچے تھے۔ جنکی سفارش سے اصل بتوں کو خوش کیا جا سکتا تھا۔

دیوتاؤں کا شکریہ

سامان فروخت ہو جانے پر پھر ادائیگی شکریہ کے لئے بت کی خدمت میں حاضری ضروری سمجھی جاتی۔ اور اس کا طریق یہ تھا کہ حسب استطاعت بیل یا بھیڑ بکری وہاں لاکر قربان کی جاتی اور تھوڑا سا گوشت تقسیم کر کے باقی چھوٹے بتوں کے ارد گرد رکھدیا جاتا اور رات کے وقت جب کتے یا اور درندے آکر کھا جاتے۔ تو سمجھ لیا جاتا۔ کہ دیوتاؤں نے قربانی قبول کر لی ہے۔

تاریک خیالی

یہ حالت اہل روس کی دسویں صدی عیسوی تک تھی۔ اور اگرچہ اس صدی میں لوگ مسیحیت قبول کرنے لگ گئے تھے۔ مگر ان کی حالت میں کوئی نمایاں تغیر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس وقت تک بھی دور افتادہ خطوں کے دیہات وغیرہ میں لوگ اپنی پرانی روایات کو برقرار رکھتے چلے آرہے ہیں۔ اور باوجود عیسائی کہلانے کے اپنے قدیم رسم و رواج کو انہوں نے خیرباد نہیں کہا۔ ہاں اتنا ضرور ہوا ہے۔ کہ بتوں کے بجائے اب حضرت عیسیٰ۔ حضرت مریم یا دیگر حواریوں کی تصاویر کی پرستش کی جاتی ہے۔ گویا انہوں نے عیسائیت کا اثر قبول کرنے کے بجائے اسے اپنے رنگ میں ڈھال لیا ہے۔

مسلمانوں کا عروج

اس زمانہ میں اہل روس کے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کا ذکر کر دینا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ جس وقت اہل روس اس قدر تاریکی میں پڑے ہوئے تھے۔ نیز اسلام اپنی پوری شان کے ساتھ چمک رہا تھا۔ اور تمام معلومہ دنیا پر مسلمان متسلّط ہو چکے تھے بغداد۔ بصرہ۔ دمشق وغیرہ مقامات پر روسی غلام فروخت ہونے کے لئے لائے جاتے تھے۔ اور مسلمان ان سے فوجی خدمات بھی لے لیتے تھے۔ انہی میں سے خواجہ سرا بھی ہوتے۔ جو حرم سراؤں میں کام کرتے تھے۔ اگرچہ مسلمان بادشاہوں کے دربار میں آکر یہ لوگ غلامی سے آزاد ہو جاتے تھے۔ اندلس میں بنو امیہ کی جو سلطنت قائم ہو چکی تھی۔ اس میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی

مسلمان بادشاہوں کے دربار میں روسی سفیر

نویں صدی تک روسیوں میں کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ مختلف سردار تھے۔ جو وقتاً فوقتاً اپنے وفود مع ہدایا و تحائف مسلمان بادشاہوں کے درباروں میں بھیجتے رہتے تھے۔ خصوصاً عبدالرحمٰن ناصر خلیفہ اندلس کے دربار میں روسیوں کے وفود بکثرت آتے تھے۔ ان کے علاوہ جرمنی۔ فرانس اور روم سے بھی ایلچی اس کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ جن کے ساتھ مسلمان ہمیشہ عزت و تکریم سے پیش آتے۔

اسلامی سفیر رُوس میں

جہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ روسی فرمانرواؤں کے دربار میں پہلا مسلمان سفیر جو بھیجا گیا۔ وہ احمد بن فضلان تھا۔ جسے خلیفہ مقتدر باللہ نے چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں بھیجا۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ زار روس کی طاقت سے خلیفہ مقتدر باللہ مرعوب تھا۔ بلکہ یہ بھی محض اس کی عزت افزائی کے لئے تھا۔ اور اہل روس کی زندگی کے متعلق مکمل واقفیت بہم پہنچانا بھی اس سفارت کے اغراض میں سے تھا چنانچہ سفیر مذکور نے اس سے واپسی پہ ایک کتاب لکھی۔ اور روس میں جو کچھ دیکھا۔ وہ من و عن بیان کرتے ہوئے اہل روس کی تہذیب و تمدن کا ایک مکمل نقشہ کھینچ کر رکھدیا۔ یہ مضمون بھی اسی سے مقتبس سمجھنا چاہیئے۔

سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے اخلاق کریمانہ کی ایک مثال

غالباً ۱۹۲۸ء میں میں کلکتہ جاتے ہوئے بھاگلپور اترا۔ اور مغرب کے وقت سیدہ مرحومہ کے والد ماجد حضرت مولوی عبد الماجد صاحب کے در دولت پر حاضر ہوا۔ کیونکہ ان سے مجھے عرصہ سے تعلقات نیاز مندانہ حاصل ہیں۔ مولانا موصوف نے ناچیز کا غیر معمولی تپاک اور محبت سے خیر مقدم کیا۔ ان دنوں سیدہ مرحومہ وہیں تشریف فرما تھیں۔ اور علیل تھیں۔ مولانا موصوف نے گھر میں عاجز کے آنے کے متعلق خبر دی۔ اور پھر آکر فرمایا۔ کہ سارہ بیگم بیمار چارپائی پر لیٹی تھیں۔ کہ اس خبر کے سنتے ہی خوشی سے اٹھ بیٹھیں۔ اور کہا یہ قادیان سے آئے ہیں۔ ان کا کھانا میں خود تیار کروں گی۔ چنانچہ مرحومہ نے اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کر کے بھیجا میں مولانا موصوف کی اس روایت پر اور پھر مرحومہ کے ہاتھ کا کھانا کھانے پر اندر ہی اندر شرم محسوس کر رہا تھا:

اس چھوٹے سے واقعہ سے مرحومہ کی قادیان سے محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک میرے جیسا ناچیز مرید بطور ناخواندہ مہمان جاتا ہے۔ مرحومہ بیمار پڑی ہیں۔ مگر محض اس لئے کہ میں قادیان سے آیا ہوں۔ اپنی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور اپنی شان اور حیثیت کو نظر انداز کر کے بے وقت کھانا پکانے بیٹھتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ میرے نام سے بوجہ کتب خریدنے کے تھوڑی بہت واقف ہوں گی۔ کیونکہ مرحومہ کتب بذریعہ وی۔پی منگایا کرتی تھیں۔ صرف اس معمولی سے تاجرانہ تعارف کی بنا پر کوئی اتنی تواضع کے لئے تیار نہیں ہو جایا کرتا۔ مگر مرحومہ کے دل پر صرف قادیان کی محبت و عظمت اتنی مستولی تھی۔ کہ میرے جیسے حقیر کی اس قدر تواضع کی۔

یہ سیدہ مرحومہ کے اخلاق کے متعلق ایک نہایت ہی معمولی سا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ مرحومہ کو اپنے پیارے کے اس قول کے مطابق کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج کا وارث بنائے۔ اور ہماری بہنوں کو مرحومہ کے پاک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے:

خاکسار فخر الدین ملتانی

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا اہم میدان

مشرقی بنگال ہندوستان کا ایک اچھا خاصہ زرخیز صوبہ ہے مشرقی اور مغربی بنگال یا بالفاظ دیگر ڈھاکہ اور کلکتہ کا تمدن بلحاظ زبان۔ لباس۔ طرز رہائش۔ اور نسل قریباً یکساں ہے۔ لیکن مذہب کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں۔ مشرقی بنگال قریباً قریباً اسلامی صوبہ ہے۔ اور مغربی بنگال ہندو اکثریت رکھتا ہے۔ تقسیم بنگال ہوئی حدود مقرر ہوئے۔ بنگالیوں کو بڑا شاق گزرا۔ سخت جد و جہد کی۔ مصائب سہے۔ اور تکالیف برداشت کیں۔ آخر منظم تحریکات کامیاب ہوئیں۔ اور حکم تقسیم منسوخ ہوا۔ بنگال جیسا تھا۔ ویسا ہی رہا۔ بہار اور اڑیسہ نیا صوبہ بن گیا۔ تاریخ شاہد ہے۔ جغرافیہ بتلاتا ہے۔ کہ مشرقی بنگال اسلامی حملہ آوروں کی زد سے ابتدائے اسلام سے محفوظ رہا ہے۔ پنجاب اور سندھ کے متعلق اکثر یہ کہا جاتا ہے۔ اور درست ہونے کا امکان بھی بظاہر نظر آتا ہے لیکن مشرقی بنگال کے متعلق ایسا خیال کرنا واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مشرقی بنگال میں اسلامی آبادی اسی نسبت سے ہے جس طرح سندھ میں ہے۔ وجوہات بہت سی ہیں۔ مگر سب سے نمایاں اور زبردست وجہ یہ ہے۔ کہ بنرجی چیٹرجی۔ مکرجی وغیرہ اعلیٰ نسب اور حسب برہمن مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے آباؤ اجداد سے مساوات اور اخوت کا سلوک کرنے کی بجائے انہیں چنڈال۔ شودر خیال کرتے تھے۔ برہمنوں کے تشدد اور تعصب مذہبی کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ بزرگان اور مشائخ کی تبلیغ اور اسلام کی اخوت و مساوات کی تعلیم سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ جنہیں اعلیٰ ذات کے برہمن پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ وہ مسلمان ہو کر دوسرے ہی دن برہمنوں سے اپنے آپ کو اونچا اور عالی نسب خیال کرتے۔ اور مغل اور پٹھان ان کو اپنے برابر رتبہ دیتے تھے۔ اور انہیں یا شیخ یا سیدی کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ وہ تلوار تھی۔ جو بنگال میں چلی۔ اور رفتہ رفتہ گھرانے۔ کنبے۔ اور خاندان عالمگیر مساوات والی اسلامی برادری میں شامل ہوئے۔ اس وقت نہ ہی دولت اور مال مسلمان ہونے والوں کو کہیں سے لا کر ملتا تھا۔ اور نہ ہی کوئی اور لالچ یا طمع انہیں رام کرنے کے لئے موجود تھا۔ صرف اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اخوت اور مساوات۔ دربار مساجد۔ دسترخوان مجالس اکل و شرب میں موجود تھا۔ ادھر مشائخ اور صوفیا کرام کا گروہ تھا۔ جو اپنے اعمال اور افعال سے غیر مسلموں کے دلوں کو مسخر کرتا تھا۔ ان کے طرز عمل اور انکے تقویٰ و طہارت کو دیکھ کر نیچ ذات ہندو اس پوزیشن میں ہوتے تھے۔ کہ مندروں کے پجاریوں اور پروہتوں سے مقابلہ کر کے خود بخود ہی اندازہ کر سکیں کہ انہیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اور وہ آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے تھے۔ کہ اسلام کے مشائخ اور ہنود کے پجاریوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تیسری وجہ جو بعض روایتوں میں درج ہے۔ یہ ہے۔ کہ صوبے داروں اور نوابوں کی افواج میں جو ہندو ملازم ہوتے تھے۔ وہ اکثر خور و نوش کی فراوانی اور آسانی کی خاطر اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو اسلامی برادری میں شامل کر لیتے تھے۔

غرض یہ وجوہات تھے جنہوں نے مشرقی بنگال کی کثیر آبادی کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اس وقت بھی مبلغین اسلام کے لئے ہندوؤں میں ذات پات کی پابندیوں کی وجہ سے ہندوستان میں ہر جگہ تبلیغ کا میدان کھلا ہے۔ میری رائے ناقص میں سلف صالحین کی طرح اگر مسلمان کوشش اور عمل کو ذریعہ تبلیغ ٹھہرائیں تو انہیں بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے:

(شاہ محمد بیرسٹر ایٹ لاء شیخوپورہ۔ ایم۔ ایل۔ سی)

مظلومین کشمیر کے لئے چندہ اور مخلصین جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک چندہ برائے مظلومین کشمیر کے متعلق جہاں بعض جماعتوں اور افراد نے ابھی تک بوجہ لاعلمی یا سستی توجہ نہیں فرمائی ہے۔ وہاں بعض احباب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق پا رہے ہیں۔ کہ بجائے ایک پائی فی روپیہ ماہوار چندہ کے اس سے زیادہ ادا کریں۔ چنانچہ بابو بشیر احمد صاحب اوورسیر بادھو پور نے جہاں اپنا چندہ ماہوار آمدنی پر چندہ وصیت باقاعدہ مرکز میں ارسال فرمایا ہے۔ وہاں چندہ کشمیر بھی بشرح ۱½ پائی فی روپیہ ادا کیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ چاہیئے۔ کہ ہر ایک احمدی چندہ کشمیر باقاعدہ اور باشرح ادا کرے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے۔ کہ جماعت کا ہر فرد اپنے مرکزی چندہ کے ساتھ ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے چندہ کشمیر بھی ضرور ادا کرتا رہے

(فنانشل سکرٹری چندہ کشمیر فنڈ قادیان)

ضرورت رفیقہ

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات

صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ مئی ۱۹۳۳ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم	کیفیت
۱	بیت المال	۴۷۹۷-۲-۶	صیغہ جات انجمن
۲	صدقات	۱۱۶۲-۱۰-۳	"
۳	مقبرہ بہشتی	۷۸۸۰-۶-۶	"
۴	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۹۹۰-۵-۳	"
۵	نور ہسپتال	۱۱۱-۰-۰	"
۶	ضیافت	۲۳-۱۰-۹	"
۷	دعوت و تبلیغ	۲۷۲-۱۳-۰	"
۸	تعمیر	۵-۰-۰	"
۹	تخفیف	۷۰۴-۴-۳	"
	میزان	۱۷۹۴۷-۴-۶	
۱۰	بک ڈپو	۶-۰-۰	صیغہ جات تجارتی
۱۱	طبع و اشاعت	۱۳۷۳-۱-۶	"
۱۲	ریویو انگریزی	۱۷۶-۲-۰	"
۱۳	بورڈران ہائی	۷۷۴-۲-۹	"
۱۴	" احمدیہ	۶۹۹-۰-۶	"
۱۵	پراویڈنٹ فنڈ	۱۵۱۹-۸-۹	"
۱۶	جائیداد	۷۶۲-۲-۰	"
	میزان	۵۳۱۰-۱-۶	"
۱۷	قرضہ	۱۱۷۰۰-۰-۰	قرضہ
	میزان کل	۳۴۹۵۷-۶-۰	"

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم	کیفیت
۱	بیت المال	۹۷۷-۶-۰	صیغہ جات انجمن
۲	صدقات	۲۶۸۶-۴-۹	"
۳	مقبرہ بہشتی	۸۷۶-۱۴-۰	"
۴	تعلیم و تربیت	۶۳۱-۸-۶	"
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۲۴۸۸-۰-۹	"
۶	مدرسہ احمدیہ	۱۴۶۷-۲-۳	"
۷	گرلز سکول	۳۰۹-۱۲-۶	"
۸	احمدیہ ہوسٹل	۲۶۸-۰-۰	"
۹	امور عامہ	۹۹۱-۰-۹	"
۱۰	نور ہسپتال	۴۵۲-۱۲-۰	"
۱۱	ضیافت	۳۷۷۳-۸-۹	"
۱۲	دعوت و تبلیغ	۴۱۷۷-۱۵-۳	"
۱۳	تعمیر	۵۰-۰-۰	"
۱۴	خلافت	۱۱۲۵-۰-۰	"
۱۵	پرائیویٹ سیکرٹری	۷۱۳-۷-۰	"
۱۶	نظارت اعلیٰ	۸۹۲-۱۲-۶	"
۱۷	محاسب	۵۱۱-۱۵-۹	"
۱۸	تالیف و تصنیف	۵۱۳-۱-۹	"
۱۹	جامعہ احمدیہ	۶۱۱-۶-۰	"
۲۰	امور خارجہ	۶۹۳-۸-۶	"
	میزان	۲۴۲۱۱-۹-۰	"
۲۱	بک ڈپو	۱۸۰-۱۲-۹	صیغہ جات تجارتی
۲۲	طبع و اشاعت	۱۳۵۹-۶-۹	"
۲۳	ریویو انگریزی	۲۱۳-۵-۰	"
۲۴	بورڈران ہائی	۷۲۷-۱۴-۰	"
۲۵	" احمدیہ	۶۷۹-۹-۳	"
۲۶	پراویڈنٹ فنڈ	۳۴۳-۲-۶	"
	میزان	۳۵۰۴-۳-۳	"
۲۷	قرضہ واپسی	۸۷۰۰-۰-۰	قرضہ
	میزان کل	۳۶۴۱۵-۱۲-۳	

(محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

بڈھلاڈا کے حوادث ہائلہ کی تحقیقات

مسلمانان بڈھلاڈا اور تلونڈی کی قراردادیں

۲۷ جون کو مسلمانان بڈھلاڈا اور تلونڈی کا ایک جلسہ ہوا جسمیں تین اہم قراردادیں منظور کی گئیں۔ (۱) اس امر پر اظہار مایوسی کہ خان بہادر اکرام الحق صاحب جو بڈھلاڈا کے حوادث کی تفتیش کے انچارج تھے بعض دوسرے امور کی تفتیش پر مامور ہو گئے ہیں مسلمانوں کی طرف سے درخواست ہے۔ کہ خان بہادر موصوف کو کم از کم ایک ماہ کے لئے پھر اسی کام پر لگا دیا جائے۔ کہ تفتیش مکمل ہو جائے۔

(۲) اس امر پر اظہار حیرت و مایوسی کیا گیا کہ ملک رام کو جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ حوادث بڈھلاڈا کی جڑ (دواں) تھا) ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ درآں حالیکہ بشیر محمد اور نیاز احمد کو جن کے خلاف گائے چرانے کا الزام تھا۔ ضمانت پر رہا نہیں کیا گیا تھا۔ کہ آخر وہ بعد مقدمہ بری ہو گئے۔

(۳) [illegible] اتحادات کے باوجود مسلمانان بڈھلاڈا کو امید ہے کہ حصار کے موجودہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس اپنی قابلیت سے کام لے کر بڈھلاڈا کے واقعات ہائلہ کی پوری تحقیقات کر کے سازش کا سراغ لگائیں گے۔ اور غریب مسلمانوں کی زندگیوں کو محفوظ کر دیں گے۔

شملہ میں غیر احمدیوں کا جلسہ

شملہ میں ایک نام نہاد انجمن اصلاح المسلمین ہے۔ جسکا واحد مقصد لوگوں کو احمدیت کے خلاف اکسانا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے متعلق پبلک کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا ہے۔ انہوں نے مورخہ ۲۳-۲۴- اور ۲۵ جون ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کے الہامات اور کشوف پر اعتراضات کئے گئے۔ بہت زور دینے پر دو تقریروں کے بعد ۱۰-۱۰ منٹ ہمیں تردید کرنیکے لئے دیئے گئے۔ ظاہر ہے۔ کہ تین تین گھنٹے کی تقریروں کے بعد ۱۰ منٹ دینا۔ اور پھر کہنا۔ کہ ہمارے فلاں فلاں اعتراض کا جواب نہیں آیا۔ کسقدر بعید از انصاف بات ہے۔ تاہم شریف الطبع اور معقول پسند طبائع ان کی بداخلاقی سے بہت بیزار ہیں۔ لال حسین اختر کو غلط حوالجات پیش کرنے میں ید طولےٰ حاصل ہے۔ اور فی الواقع وہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق گروہ کا لیڈر کہلانے کا مستحق ہے۔ اس نے اپنی کوشش کے مطابق خدا کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور دوران تقریر میں بڑی شد و مد سے بیان کیا۔ کہ ہر جگہ جہاں میرے لیکچر ہو چکے ہیں۔ میں نے کئی احمدیوں کو توبہ کرائی ہے۔ یہ تو خیر ہوائی دعوے تھے۔ جو ایسے لوگ کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ کہ اسی روز جس دن لال حسین اختر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا تین افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ اور ہم ان مولویوں کے بھی بہت ممنون ہیں۔ کہ ان کی کوشش سے لوگ ہماری طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارک میں" وہ اب اس صید قریب کی طرح ہیں۔ جو تیز ہتھیار کے نیچے آجاتا ہے۔" اللہ تعالےٰ اپنے فضل و رحم سے لوگوں کی آنکھیں کھولے (نامہ نگار)

وصیتیں

۳۹۳۰ - منکہ حافظ نور محمد ولد فضل الدین قوم اعوان عمر قریباً ۸۰ سال بیعت دسمبر ۱۹۰۵ء ساکن کھاریاں ضلع گجرات پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵/۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی - میری موجودہ جائداد صرف یکصد تریسٹھ روپیہ ۱۶۳/- روپیہ ہے - جو میں نے بطور قرضہ دے رکھا ہے - اس کے دسویں حصہ یعنی ۱۶/۵/- سولہ روپیہ پانچ آنہ کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔

العبد :- حافظ نور محمد نشان انگوٹھا
گواہ شد :- بقلم خود فضل الٰہی امیر جماعت احمدیہ کھاریاں
گواہ شد :- بقلم خود - عبد الرحمن ہیڈ ماسٹر سرائے نورنگ آباد

۳۵۵۷ - منکہ بسم اللہ بیگم زوجہ چوہدری حشمت علی خان راجپوت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء سکنہ کان پور ضلع رہتک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۳۱ - ۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو - اس کے تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی - میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے سنہری زیورات جن کی قیمت قریب دو ہزار روپے کے مہر کا روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔

العبد :- بسم اللہ بیگم بقلم خود ۹/۳۱ - ۳۳
گواہ شد :- حشمت علی خان آئی سی ایس کلکٹر بہار و اڑیسہ
گواہ شد :- بدر النساء بیگم اہلیہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ماڈل ٹاؤن - لاہور

۳۹۳۱ - منکہ عائشہ بی بی زوجہ محمد بخش قوم جٹ تلہ عمر ۲۸ سالہ تاریخ بیعت مارچ ۱۹۲۹ء ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵/۲۳ - ۳۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری وفات کے وقت میرا جو متروکہ ثابت ہو - اس میں سے میرا قرض (اگر کچھ ہو) وضع کرنے کے بعد باقی ترکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں حصہ وصیت کی بابت کوئی جائداد یا اس کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دوں - تو اتنی مقدار مالیت میری وصیت میں سے ادا شدہ شمار ہوگی - میری موجودہ جائداد اس وقت صرف میرے زیورات مالیتی پانصد روپیہ ہے - اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں - حق مہر بھی زیورات کی صورت میں وصول کر چکی ہوں۔

گواہ شد :- مہر الدین سکنہ قادیان [illegible] بقلم خود
گواہ شد :- محمد بخش تار بابو محکمہ انہار - بنگلہ ادل ڈاک خانہ سالم

۳۹۳۲ - منکہ محمد بخش ولد میاں فضل الدین قوم جٹ تلہ پیشہ ملازمت عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۲۹ء ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵/۲۳ - ۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری وفات کے وقت میرا جو متروکہ ثابت ہو - اس میں سے میرا قرض (اگر کچھ ہو) وضع کرنے کے بعد باقی ترکہ کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - مزید برآنکہ - اگر میں حصہ وصیت کی بابت کوئی جائداد یا اس کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دونگا - تو اتنی مقدار مالیت میری وصیت میں سے ادا شدہ شمار ہوگی - میرا گزارہ محض میری تنخواہ پر ہے - جو اس وقت ۴۲/۱۰/- روپیہ ہے - سو میں اقرار کرتا ہوں - کہ تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بطور چندہ بمد وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس ادا کرتا رہونگا - میری جائداد اس وقت ایک مکان پختہ قیمتی ۱۸۰۰/- روپیہ واقع محلہ دار الفضل غربی قادیان متصل مکان جناب میر قاسم علی صاحب ہے - آج مورخہ ۵/۲۳ - ۳۳

العبد - محمد بخش ولد میاں فضل الدین تار بابو محکمہ انہار بنگلہ ادل ڈاک خانہ سالم براستہ سید و ضلع سرگودھا
گواہ شد :- جان محمد احمدی محلہ دار الفضل قادیان دارالامان موصی ۱۱۳۱/۲ ضلع گورداسپور بقلم خود ۵/۲۳
گواہ شد :- محمد اسمٰعیل کارکن جامعہ احمدیہ قادیان ۵/۲۳

۳۷۸۶ - منکہ صغریٰ بیگم بنت حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب مرحوم قوم حسنی سید قادری پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بالغ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بی بی بازار ڈاک خانہ شاہ علی بنڈہ تحصیل و ضلع شہر حیدر آباد دکن آج مورخہ ۱۸/۲۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

چونکہ میں اس وقت طالب علمی کی حالت میں ہوں - میرے پاس اس وقت صرف دو سو روپیہ کا طلائی زیور اور سو روپیہ کا ملبوس میرے قبضہ میں ہے - اور ماہانہ مجھ کو میری والدہ ماجدہ بغرض میوہ خوری مبلغ ۵/- روپیہ دیا کرتی ہیں - لہٰذا میں بصدق دل دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں یعنی ماہانہ اپنی آمد کا دسواں حصہ تاحیات دیتی رہونگی - جو بھی میری آمدنی رہے - اور میرے مرنے کے وقت جو جائداد منقولہ و غیر منقولہ میری ذاتی ملکیت متصور ہو - اس کے نسبت بھی اور ماہوار آمدنی کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان میں وصیت کرتی ہوں - انشاء اللہ تعالیٰ

ہر ماہ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ بذریعہ جماعت احمدیہ حیدرآباد دفتر مقبرہ بہشتی قادیان روانہ کرتی رہا کرونگی - فقط

العبد :- صغریٰ بیگم ۱۸ جولائی ۱۹۳۲ء
گواہ شد :- بصدق دل - سید بشارت احمد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن -
گواہ شد :- حکیم میر سعادت علی

۳۷۷۲ - منکہ فاطمہ بیگم بیوہ ثانیہ شیخ فضل کریم مرحوم قوم راجپوت عمر اڑتیس سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن قادیان گورداسپور - آج مورخہ ۵/۲۳ - ۷ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں - اس وقت میری ماہوار آمد دس روپیہ ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی - میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- فاطمہ بیگم اہلیہ ثانیہ شیخ فضل کریم مرحوم قادیان۔
گواہ شد :- محمد امام احمدی قادیان۔
گواہ شد :- شیخ محمد عبد اللہ ولد شیخ فضل کریم مرحوم قادیان -

۳۸۵۷ - منکہ ظفر نور زوجہ یا بنت راجہ محبوب علی خان قوم اوان عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور - آج مورخہ ۹/۲۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد تین تولہ سونا ہے - جس کا ۱/۱۰ حصہ میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کر دوں گی اس جائداد کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد میرے مرنے کے وقت ثابت یا پیدا ہوگی - تو اس کے دسویں حصہ کی وصولی کا حق بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حاصل ہوگا -

العبد :- بقلم خود - ظفر نور نرس کارکن نور ہسپتال
گواہ شد :- محمد یعقوب کارکن نور ہسپتال قادیان ۹/۲۳
گواہ شد :- حشمت اللہ انچارج نور ہسپتال قادیان ۹/۲۳

۳۹۱۲ - منکہ امۃ الکریم زوجہ قاضی عبد المجید قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ - آج مورخہ ۲/۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد زیور مہر ملا کر مبلغ نو سو روپیہ ہے - میں اپنی جائداد کا تیسرا حصہ مبلغ تین سو روپیہ ۳۰۰/- بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں - اور بوقت وفات اگر کوئی اور میری جائداد ثابت ہو - اس کے بھی تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - فقط

العبد :- امۃ الکریم -
گواہ شد :- ڈاکٹر محمد منیر امیر جماعت احمدیہ امرتسر ۲/۲۳
گواہ شد :- قاضی عبد المجید انسپکٹر ٹریننگ کالا باغ ۲/۲۳

۳۹۱۳ - منکہ محمد عمر ولد چوہدری عبد الستار قوم جٹ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کھرڑیاں ڈاک خانہ تحصیل قصور ضلع لاہور - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت موجودہ ماہوار آمدنی ۴۳ روپیہ ہے - میں اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہونگا - اس کے علاوہ میری اور کوئی آمدنی نہیں - میرے والد صاحب بفضل تعالیٰ حیات ہیں - اور فی الحال زمینداره میں میرا کوئی تعلق نہیں ہے جو جائداد مجھے ورثہ میں ملے - یا میں خود پیدا کروں - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

العبد :- محمد عمر ولد چوہدری عبد الستار کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر لاہور
گواہ شد :- غلام مصطفیٰ احمدی سب اسسٹنٹ سرجن سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ لاہور - گواہ شد :- نظام الدین سیال بقلم خود سکنہ جوڑا تحصیل قصور - ضلع لاہور

۳۷۱۴ - منکہ مرزا اعظم بیگ ولد مرزا رسول بیگ قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کلانور ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع گورداسپور - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳/۲۳ - ۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے - زمین قریباً پینتیس ۳۵ گھماؤں قیمت اندازاً دس ہزار ۱۰۰۰۰ روپیہ مکان سکونتی محلہ مغلاں قصبہ کلانور - پختہ دو منزلہ قیمت اندازاً ایک ہزار ۱۰۰۰ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت اکہتر (۷۱) روپیہ ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد یا ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں - تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا - العبد مرزا اعظم بیگ ولد مرزا رسول بیگ مغل ساکن کلانور سینیٹری انسپکٹر سینیٹری الیکشن ملا حال فیروز پور - گواہ شد - نواب الدین چیف سیکرٹری انجمن احمدیہ علاقہ فیروز پور

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے تمام محلوں میں بعض اچھے اچھے موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ مثلاً محلہ دارالعلوم میں نصرت گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان جو اس وقت رعایتی شرح سے نہایت ارزاں نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یعنی بڑی سڑک پر بجائے ۲۰ کے ۱۷ فی مرلہ۔ اور اندرون محلہ بجائے ۱۷ کے ۱۵ فی مرلہ۔ محلہ دارالفضل میں ریلوے روڈ پر منڈی کے قریب۔ مسجد کے قریب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب۔ جن میں سے بعض قطعات کے چاروں طرف رستے ہیں۔ اور آبادی کے وسط میں واقع ہیں تفصیلات اور ان کی قیمتیں بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت دریافت کی جاسکتی ہیں۔

المشتہر:- محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرہ آفاق استاد مسٹر جی۔ ایم مہتہ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی ٹی۔ ایس۔ ڈی۔ (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم۔ (دبیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا پر اسپکٹس و نمونہ سبق

مفت

مینیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ۔ پنجاب

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی۔ ڈھلن صاحب اے آر بین۔ آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت برائے نام پانچ روپے (۵ر) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی قیمتی تصادیق موجود ہیں۔

المشتہر:- ایم نواب الدین مینیجر مجوب اولاد نرینہ بیاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپے سے ڈھائی سو روپے ماہوار تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد ۱ر کا ٹکٹ بھیج کر منگوا لیں۔

پنجاب انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

اپنے بچوں کو امتحان میں کامیاب کرانیکے لئے

جناب قاضی اشتیاق احمد صاحب عباسی اوورسیئر مین پوری کے تجربہ سے فائدہ اٹھائیے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں:- "میرے ایک عزیز جو کئی سال سے انٹرینس کے امتحان میں صرف انگریزی ہی میں فیل ہو رہے تھے۔ محض جدید انگلش ٹیچر کی بدولت جس میں بقول شخصے دریا کو کوزہ میں بھر کر دکھلایا گیا ہے اس سال امتحان میں کامیاب ہو گئے"۔

کوئی وجہ نہیں کہ آپ کا کوئی عزیز اس بیش قیمت کتاب کے مطالعہ سے محروم رہے اگر ایک ایک سبق سے اس کی گرامر ترجمہ گفتگو اور کمپوزیشن میں اضافہ نہ ہوتا چلا جائے تو کل قیمت (ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک) واپس کر دی جائے گی۔

قمر برادرز (الف) شملہ

اندرون شہر میں

ایک باموقع مکان کی فروخت

ایک مکان پختہ چار مرلے کے رقبہ میں بنا ہوا ہے۔ جس پر بالائی منزل بھی ہے۔ شہری طرز کا تعمیر شدہ ہر ایک قسم کی ضروریات مہیا ہیں۔ مسجد اقصیٰ مسجد مبارک دونوں بالکل قریب ہیں۔ کوچہ مغلاں میں واقع ہے۔ جو صاحب لینا چاہتے ہوں۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کرلیں تفصیلی حالات بذریعہ خط و کتابت دریافت کریں۔

چودھری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

مریضان جگر و طحال کی مشکل آسان ہوگئی

گولیاں نافع جگر و طحال

اکثر مریضان جگر و طحال (تاپ۔ تلی۔ لیپھ۔ ضعف جگر۔ دھڑکا۔ وغیرہ) عموماً کڑوی ادویہ سے بددل ہو کر علاج سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ان کی خاطر ہم نے سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد گولیاں نافع جگر و طحال تیار کی ہیں۔ جو حجم میں چھوٹی نگلنے میں آسان اور فائدہ میں خدا کے فضل سے ۱۰۰ سو فیصدی کامیاب ثابت ہوئی ہیں قیمت فی شیشی ۱۲ گولی ۱ر محصولڈاک علاوہ منگوانے کا پتہ:- ڈاکٹر شیخ احمد الدین اینڈ سنز دار السلام ڈسپنسری بھوانہ بازار لائل پور

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس (بیل چکی) نیشکر کے بیلنہ جات۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹر) بادام روغن نکالنے۔ قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے۔ چاولوں اور سیویوں کی مشینیں دستی پمپ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ اور بارعایت خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔

اصلی و اعلیٰ مال منگانیکا قدیمی پتہ

ایم اے رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ (پنجاب)

[illegible] ... شوق ... [illegible]

مفت

قوت بدن کی بینظیر دوائی نسخہ عرب اور گگرونکی امریکن دوائی ہر دو بطور نمونہ کے ماہ جون و جولائی کے اندر صرف آٹھ آٹھ آنے کے ٹکٹ آنے پر پورے ایک ماہ کے استعمال کی دوائی بھیجی جاتی ہے۔ بشرطیکہ بعد استعمال فوائد کے متعلق خط لکھنے کا وعدہ کریں۔

ڈچ میڈیکو۔ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لارڈ روزبری آنجہانی کی لائبریری کی کتابیں لندن میں ۳۰ جون سے پانچ یوم تک بذریعہ نیلام فروخت ہوتی رہیں۔ شیکسپیئر کے ڈراموں کا پہلا اڈیشن فیلیڈلفیا کے ایک ڈاکٹر نے ۱۴ ہزار ۵ سو پونڈ میں خریدا۔

لنڈن سے ۳۰ جون کی خبر ہے کہ جرمنی کے صدر ہنڈن برگ نے ڈاکٹر ون برگ کا استعفا منظور کرلیا ہے اور ہر کرٹ سیمنٹ کو وزیر اقتصادیات اور ہر والٹر ڈاری کو وزیر غذا مقرر کیا ہے۔

کانگرس کی مجوزہ کانفرنس کے متعلق پونا سے ۳۰ جون کی خبر ہے کہ لیڈروں کو خفیہ طور پر دعوت دی جارہی ہے۔ اور مسٹر اینے صدر کانگرس کانفرنس میں مدعوین کے قیام و طعام کا انتظام کر رہے ہیں۔

لنڈن ٹریفک کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ۳۰ جون کی آدھی رات سے لنڈن اور اس کے اردگرد تیس میل تک کی تمام آمدورفت پر لنڈن پسنجر ٹرانسپورٹ بورڈ کو اختیار حاصل ہوگیا ہے۔

برطانیہ اور روس کے متعلق لنڈن سے یکم جولائی کی خبر ہے کہ گذشتہ چند دن سے تجارتی تعلقات کی بحالی کے لئے جو گفت و شنید ہورہی تھی۔ بالآخر وہ کامیاب ہوگئی ہے۔ دونوں ممالک کے تجارتی تعلقات روس میں انگریز انجنیروں کی گرفتاری اور ایک سنسنی خیز سماعت کے بعد سزا پانے کے باعث منقطع ہوگئے تھے۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کے مال پر بھاری ٹیکس عائد کر دیئے تھے۔ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں اعلان کردیا گیا ہے۔ کہ روسی مال پر بندش اٹھادی جاتی ہے۔ اور کہ روس اور برطانیہ کے مابین تجارتی تعلقات کے قیام کے لئے فوری اقدام کیا جائے گا۔ برطانوی انجنیر رہا کر دئے جائینگے۔ مگر روس میں نہ رہ سکینگے۔

شملہ سے یکم جولائی کو سرکاری حلقوں میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے اس وقت تک گاندھی جی سے ملاقات نہیں کریں گے۔ جب تک کانگرس اور گاندھی جی سول نافرمانی قطعاً ترک نہیں کر دیتے۔ اور جب تک سول نافرمانی کی تنسیخ عمل میں نہیں آتی۔ گورنمنٹ اپنی موجودہ پالیسی سے انحراف نہ کریگی۔

مصری اخبارات میں ۲۵ جون کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ روس کی بالشویک حکومت چینی ترکستان کی موجودہ بغاوت سے ناخوش ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس میں برطانیہ کا ہاتھ ہے اور اسے خوش کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل حکومت روس نے منچوریا کے جنرل "ما" کو ہر طرح کی مدد کے وعدہ پر چینی ترکستان پر حملہ کرنے پر مقرر کیا ہے۔

امریکن وفد نے یکم جولائی کو ورلڈ اکانومکس کانفرنس کے اجلاس میں اعلان کیا کہ شرح تبادلہ کے تعین کے متعلق کانفرنس کی متحدہ تجویز کو پریذیڈنٹ روزولٹ نے نامنظور کر دیا ہے۔

امرتسر کے بازار صرافہ میں ۲ جولائی کو سونا ۳۱ روپے ۲ آنے اور چاندی ۱۲ آنے ۶ پائی ۵۰ روپیہ پونڈ ۹ روپے ۹ آنے روپیہ کا تھا۔

لدھیانہ سے یکم جولائی کی خبر ہے کہ مس براؤن کے ہسپتال میں ایک مسلمان لڑکی کو عیسائی بنایا گیا۔ اس کے متعلق مسلمانان لدھیانہ نے ایک جلسہ کیا۔ جس میں تقاریر کی گئیں اور مس براؤن کے ہسپتال کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

غیر آئینی جلسہ۔ لاہور ۲ جولائی۔ ۳ جولائی کی شب کو بیرون دہلی دروازہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا مقصد کشمیر کمیٹی کو ری آرگنائز کرنا بتایا گیا۔ جلسہ میں زیادہ تر احراریوں کے ایک طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ حاضری پانصد کے قریب تھی۔ میاں عبدالعزیز صاحب صدر بنائے گئے۔ ڈاکٹر اقبال۔ ملک برکت علی اور مولوی ظفر علی نے تقریریں کیں چونکہ یہ میٹنگ لاہور کے صرف ایک طبقہ کے لوگوں کی تھی۔ اس لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبروں نے سوائے چار پانچ کے اس میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ کیونکہ انہیں بلایا نہیں گیا۔ اور یوں بھی وہ اس جلسہ کو غیر آئینی سمجھتے تھے۔ جسے مسلمانان ہند کی نمائندگی حاصل نہیں۔ جیسا کہ پہلے ہی انتظام کیا گیا تھا تمام احمدیوں اور ماڈریٹوں مثلاً خواجہ حسن نظامی صاحب ایڈیٹر صاحب سیاست۔ ایڈیٹر صاحب انقلاب۔ ایڈیٹر صاحب الامان وغیرہ کو شامل نہیں کیا گیا۔ آئینی آل انڈیا کشمیر کمیٹی اپنا علیحدہ جلسہ کر رہی ہے۔

سکرٹری آل انڈیا کانگرس کمیٹی مسٹر گردھاری لال کرپلانی جنہیں یرودا جیل سے چند دن قبل رہا کرنے کے بعد حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر پونہ سے نکل جائیں۔ بوجہ خلاف ورزی حکم پران کٹی میں مقیم ہونے کی حالت میں ۳ جولائی کو گرفتار کر لئے گئے۔

سوامی نریندر ناتھ نے جو ہندوؤں کے ایک طبقہ کے گورو تھے۔ لائل پور میں ۳ر جولائی کو سری کرشن کے مندر کے دہم میں چتا میں جل کر جان دے دی۔

ایک ہندو مسلم فساد کا جس میں ۲۲ مسلمان قتل کئے گئے تھے۔ ۲ جولائی کو مسٹر گھوش سشن جج کانپور نے فیصلہ سنایا اور اس سلسلہ میں چار ہندوؤں کو سزائے موت کا حکم سنایا۔

رائے بہادر رتیا رسی داس اور ان کے دو ملازمین جن کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ $\frac{۴۰۹}{۱۰۹}$ تعزیرات ہند جاری تھا۔ انہیں ۳ جولائی کو لالہ کنول حسین مجسٹریٹ درجہ اول نے بری کردیا۔

مالویہ جی نے اپنے متعلق اس افواہ کی کہ آپ آئندہ آئین کے ساتھ تعاون کرنے کے حق میں ہیں۔ ۴ جولائی کو الہ آباد سے ایک اعلان شائع کرتے ہوئے تردید کی ہے اور نئے آئین کے شائع ہونے تک اپنی رائے کو محفوظ رکھا ہے

ریاست بھرتپور کے متعلق ۳۰ جولائی کی خبر ہے کہ وہاں میواتیوں نے مالیہ ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ سول حکام باوجود اپنی تمام کوششوں کے وصول کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ اس کے لئے بعض دیہات میں ملٹری بھیجی گئی ہے

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مالی سال کے اختتام پر یکم جولائی کو اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اس سال تقریباً پونے دو ارب ڈالر کا گھاٹا رہا ہے۔

اخبار زمیندار کے مالکان نے ایک شخص ڈاکٹر عبدالرؤف سابق جنرل مینیجر زمیندار کے خلاف پولیس میں رپورٹ کی تھی کہ اس نے دفتر کے روپیہ میں سے ایک رقم غبن کرلی ہے مگر پولیس تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ الزام بالکل جھوٹا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مالکان زمیندار کے خلاف جھوٹی رپورٹ درج کرانے کے الزام میں مقدمہ دائر ہونے والا ہے۔

جنگ عظیم کی پنشنوں کے سوال پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ شملہ سے ۳ جولائی کی خبر ہے۔ کہ اس کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے۔ گورنمنٹ سفارشات پر غور کر رہی ہے۔ اور جلد ان کے متعلق ضروری کارروائی کی جائیگی

اسمبلی کا آئندہ اجلاس شملہ ۲۲ر اگست سے شروع ہوگا

دہلی یونیورسٹی کو حکومت ہند نے پرانا وائسرائیگل لاج دیدیا ہے۔ جو ۱۵۰ ایکڑ اراضی کی املاک ہے۔ یہاں یونیورسٹی کے دفاتر اور کالج بنائے جائینگے۔ جن پر دس لاکھ کے قریب خرچ ہوگا۔

جنوبی ٹرینیڈاڈ میں ۳۰ جون کو ایک سخت زلزلہ آیا۔ ۔۔۔ گیارہ اشخاص ۔۔۔ ہوگئے۔ اور ہزاروں خاندان برباد ہوگئے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی